آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

نمبر ۹ — بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء — جلد ۹

چندہ سالانہ — عوام سے عا طلبا سے عہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۱۰ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب کا مجربہ

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعفِ نظر کی عام شکایت ہے۔ میں نے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کیلئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اس کے اصل ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصدیق فرمائی حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپکی تصدیق بے نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیحؑ حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے ممیرا حاصل کرنیکے بعد میں نے حضرت مولوی صاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضانِ چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخے آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب دیکر طیار کئے ہیں اور اب فائدہ عام کیلئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں۔ اسلئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے قیمت سرمہ اوّل قسم عا / قسم دوم عہ / قسم سوم عہ فی تولہ۔ قیمت ممیرا قسم اوّل ۵ھ / جسکو لوگ اڑھائی سو روپیہ فی تولہ فروخت کرتے ہیں قسم دوم سے / اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لے لو۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دِق و تپ و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و دیبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ ۸ /

لنگیاں اور کلاہ :- ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید ماشی ریشمی سوتی ٹسری صافے سفید اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں عا سے ع۲۵ تک۔

حمائل خورد روسی ہدیہ عہ / اور شاہ رفیع الدین کا مترجم کلام اللہ چمڑے کی جلد قیمت عہ / ۱۱

المشتہر :- احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور۔ (پنجاب)

نوٹ :- خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ینابیع الاسلام پر ریویو۔ حصہ سوم

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی سرچشموں سے اپنی تعلیم کو جمع کیا؟

وقال الذین کفروا ان ھٰذا الا افك افتراہ واعانه علیه قوم اٰخرون فقد جاء و ظلما وزورا۔ وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیه بکرۃ و اصیلا۔ قل انزله الذی یعلم السر فی السمٰوٰت والارض انه کان غفورا رحیما۔ (الفرقان)

منکر کہتے ہیں کہ یہ ایک جھوٹ ہے جو اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنالیا ہے اور اَور لوگوں نے اسکو اس قرآن کے بنانے میں مدد دی ہے۔ ایسا کہنے والے بے انصافی اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں (اُن کا یہ دعویٰ بلاثبوت ہے) اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو اس نے لکھ لی ہیں اور صبح شام یہ کہانیاں اس کو سنائی جاتی ہیں۔ تو کہہ کہ اس قرآن شریف کو اُس نے اُتارا ہے جو آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ تحقیق وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مینے اس مضمون کے دوسرے حصہ میں ناظرین کو اس امر کی طرف متوجہ کیا تھا کہ صرف قرآن مجید کے

مضامین کو بعض دوسری کتب کے مضامین سے مشابہ ثابت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن مجید خدائے تعالیٰ کا کلام نہیں اور یہ کہ اگر پادری صاحبان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید خدائے تعالیٰ کا کلام نہیں۔ تو انہیں صرف اس پر ہی قناعت نہیں کرنی چاہیئے کہ قرآن مجید کے مضامین کا کھوج دوسری کتابوں میں سے نکالیں بلکہ اُنکو یہ امر بھی قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے واقعی طور پر اُن کتابوں میں سے قرآنی مضامین کو حاصل کیا۔ لیکن اگر ہم پادری ٹسڈل کی کتاب کو اس نظر سے دیکھیں کہ اُس نے کہاں تک یہ امر ثابت کیا ہے کہ واقعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں۔ مسیحیوں زردشتیوں بابلیوں۔ قبطیوں۔ ہندوؤں اور ارمنی وغیرہ قوموں سے یا اُن کے نوشتوں سے اپنی تعالیم کو اخذ کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ثبوتوں سے پادری صاحب کی کتاب بالکل خالی ہے اور پادری صاحب ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکے کہ واقعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمینی سرچشموں سے اپنی تعالیم کو حاصل کیا۔ بلکہ اُن کی کتاب کے مطالعہ سے اُلٹا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زمینی منبع سے اپنی تعلیم کو حاصل نہیں کیا بلکہ جو کچھ آپ نے سکھایا وہ آپ نے خدائے تعالیٰ کی وحی سے سیکھا۔

سب سے پہلے میں اُن کتابوں یا مصنفین کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں جن کا ذکر پادری صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور جن کو وہ اسلام کی تعالیم کے سرچشمے قرار دیتے ہیں۔ اور اس فہرست میں ہر ایک کتاب یا مصنف کے نام کے مقابل میں جو ہندسے لکھے گئے ہیں وہ کتاب ینابیع کے صفحات ہیں جن پر ان کتابوں یا مصنفین کا ذکر ہے

اول۔ یہودی کُتب

(۱) ربّی یہوداہ	۹۸	(۶) کتاب پیدائش	۱۱۲
(۲) ترگوم یروشلمی	۳۷	(۷) ترگوم ثانی کتاب استر	۵۹
(۳) پرقی رَبّی اَلیعذر	۳۹ و ۹۸	(۸) سلاطین کی پہلی کتاب	۷۵
(۴) مشناہ سنہدرین	۳۹ و ۱۰۳	(۹) کتاب دوم تواریخ	۷۵
(۵) مدراش ربّاہ	۴۱ و ۵۲	(۱۰) مدراش یلکوت	۸۳ و ۹۵

دوم۔ مسیحی کتب

(۴۹) اوّل ترتیبون ۱۵۹ و ۱۷۴

(۵۰) وصیت نامہ ابراہیم ۱۶۰ و ۱۶۴ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۹۹

(۵۱) رؤیائے پولوس (یونانی) ۱۹۸ و ۲۰۰

سوم۔ زردشتی۔ سنسکرت اور متفرق کتابیں۔

(۵۲) ارتا ی ویراف نامک ۱۹۱ و ۱۹۲

(۵۳) زردشت نامہ ۱۹۶

(۵۴) اندر لوکا گمنم (سنسکرت) ۱۹۷

(۵۵) اوستا ۱۰۲ و ۱۹۷ و ۲۰۲ و ۲۰۵ و ۲۰۶

(۵۶) بُوندھشینہ (پہلوی) ۲۰۶

(۵۷) ردّ بدعتہا تصنیف یزنیق (ارمنی) ۱۵۹ / ۲۰۹

(۵۸) مینو خرد (پہلوی) ۲۱۱

(۵۹) یشت (نہایت قدیم ایرانی کتاب) ۱۰۱ و ۲۱۱

(۶۰) دساتیر آسمانی ۲۱۵ و ۲۱۸ و ۲۱۹

(۶۱) دین کرت (قدیم ایرانی) ۲۱۷

(۶۲) مہابھارت ۹۱

(۶۳) کتاب الاموات (قدیم مصری) ۱۶۵

(۶۴) نامعلوم الاسم ارمنی مصنف ۸۷

(۶۵) قدیم بابلی کتبے جو کھنڈرات سے کھود کر نکالے گئے ہیں۔ ۸۹

(۶۶) یوسوبیس (قدیم یونانی مورخ) ۵۶

(۶۷) ملک شام کے قدیم بت پرست ۱۰۲

(۶۸) ایک نامعلوم الاسم سنسکرت کی کتاب ۹۷

(۶۹) ایک اور نامعلوم الاسم سنسکرت کی کتاب ۱۹۷

(۷۰) وندیداد (قدیم ایرانی) ۱۹۷

(۷۱) منو ہند کا مشہور واضع قوانین ۲۰۳

(۷۲) تلوَیا کھیانم (سنسکرت) ۲۰۳

مندرجہ بالا نام اُن مختلف کتابوں اور مصنفوں کے نام ہیں جو پادری ٹسڈل کی تحقیقات کے رُو سے دینِ اسلام کے ینابیع یعنی سرچشمے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک کثیر تعداد کتابوں اور مصنفوں کی ہے مگر ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ یہ فہرست مکمل ہے۔ پادری صاحب کے بیان کے رُو سے یہ ایک نہایت ہی نامکمل فہرست ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک عنوان کے نیچے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سرچشمے صرف بطور نمونہ کے ذکر کیئے گئے ہیں اور یہ کہ اگر تمام سرچشموں کا ذکر کیا جاوے تو کتاب کا حجم بہت ہی بڑا ہو جائے گا۔ مثلاً جب وہ زردشتی سرچشموں کا بیان کرتا ہے تو خاتمہ کے قریب لکھتا ہے اما چونکہ بیان مفصل جمیع آں امور یکہ اہل اسلام از زردشتیان اخذ کردہ اند زیادہ طول میکشید پس برائے اختصار معانی بذکر سہ چہار مطلب دیگر اکتفا میکنم (صفحہ ۲۱۷)

یعنی "اگر ان تمام تعالیم کا ذکر کیا جاوے جو اسلام نے زردشتی مذہب سے حاصل کی ہیں تو مضمون بہت ہی طول پکڑ جائے گا اسلیئے میں صرف تین چار اور امور کا ذکر کر کے اسی پر اکتفا کرونگا"۔ اسی طرح وہ یہودی اور مسیحی سرچشموں کے متعلق بیان کرتا ہے کہ اس نے صرف چند سرچشموں کو بطور نمونہ کے بیان کیا ہے۔ ان بیانات سے پایا جاتا ہے کہ اگر وہ تمام یہودی سرچشموں۔ تمام مسیحی منبعوں اور تمام زردشتی اور ہندی وغیرہ ینابیع کا ذکر کرتا تو ایسے ینابیع کی تعداد بہت بڑھ جاتی اور جو فہرست کتابوں کی اوپر دی گئی ہے اس سے تعداد کتب بہت زیادہ ہو جاتی۔ مندرجہ بالا ۲۷ سرچشمے تو صرف بطور نمونہ کے دیئے گئے ہیں اگر کل سرچشمے دیئے جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جاتی۔ مگر کیا اچھا ہوتا اگر پادری صاحب صرف نمونوں پر اکتفا نہ کرتے بلکہ اسلام کی تعلیم کے سارے سرچشموں کی مکمل فہرست دی دیتے مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اگر وہ کل سرچشموں کی فہرست دیتے تو پھر یہ امر اور بھی زیادہ صفائی سے واضح ہو جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زمینی سرچشمے سے اپنی تعلیم کو اخذ نہیں کیا۔ موجودہ تعداد کتب بھی جن کا حوالہ پادری صاحب نے دیا ہے اس امر کے لیئے کافی شہادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ان سرچشموں سے ہرگز نہیں نکلی کیونکہ کوئی مسیحی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ یہ ۲۷ کتابیں جن میں سے اکثر گمنام ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی میں تھیں یا ان کتابوں کے عالم آپ کی خدمت میں دن رات موجود رہتے تھے یا ان کتابوں کے جاننے والے ملک عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھے۔ جب ان ۲۷ کتابوں سے جو صرف بطور نمونہ کے دی گئی ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ان کتابوں میں سے ہرگز نہیں لی گئی تو پھر اگر پادری صاحب سارے ینابیع کا ذکر کرتے اور ان سب کتابوں اور مصنفوں کا بیان کرتے جن سے ان کے زعم کے بموجب اسلامی تعالیم اخذ کی گئیں تو یہ امر اور بھی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو جاتا کہ یہ کتابیں اسلام کی تعلیم کا سرچشمہ نہیں۔ پادری صاحب کی موجودہ فہرست اور وہ مختلف گمنام کتابیں جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے خود اس امر کی شہادت دے رہی ہیں کہ نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کتابوں میں سے کسی تعلیم کو اخذ نہیں کیا اور اگر پادری صاحب اپنے سارے

ذخیرہ کو کھولکر پیش کر دیتے اور اُن کتابوں کی مکمل فہرست دیدیتے جو اُن کے زعم فاسد میں اسلام کی تعالیم کے سرچشمے ہیں تو اور بھی وضاحت کے ساتھ اُن کے دعویٰ کا کذب خود ہی ثابت ہو جاتا۔ پس ہم افسوس کرتے ہیں کہ پادری صاحب نے کیوں مکمل فہرست کتب کی درج نہ کر دی۔

اس امر کے ثابت کرنیکے لیئے کہ پادری صاحبان ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کتب یا ان کتب کے عالموں سے اپنی تعالیم کو اخذ کیا میں چند مثالیں بطور نمونہ یہاں لکھتا ہوں۔

(۱) پادری صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اَبْ کا نام جو آزر لکھا ہے وہ آپ نے مسیحیوں یا یہود سے نہیں سیکھا کیونکہ یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارح بیان کرتے ہیں بلکہ آپ نے یہ نام ایک یونانی مورخ یوسی بی اس کی کتاب سے حاصل کیا۔ اور اس سوال کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اس یونانی کتاب سے یہ نام حاصل کیا پادری صاحب یوں دیتے ہیں ”یکے از مورخین یونانی کہ یوسی بی اس نام داشت وکتاب او بزبان سریانی ترجمہ شد اور آ آثر مے گوید کہ اشتباہ کلی است۔ اما چون حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) در شام سفر کردہ بود ممکن است کہ در آنجا آں اسم را شنیدہ بخوبی بخاطر نداشتہ از آنجہت پدر ابراہیمؑ را آزر خواندہ است“ (صفحہ ۵۶) یعنی یوسی بی اس کی کتاب سریانی میں ترجمہ ہو چکی تھی اور اس کتاب میں حضرت ابراہیم کے باپ کا نام آثر لکھا ہے جو آزر سے بہت مشابہ ہے۔ ممکن ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا سفر کیا تو اُس وقت یہ نام سن لیا ہو مگر اچھی طرح اُنکو یاد نہ رہا ہو اس لیئے آپ نے بجائے آثر کے آزر کہدیا ہو۔ یہ ہے پادری صاحب کا قطعی ثبوت جس سے اُنکے زعم میں یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں سے قرآنی مضامین حاصل کیئے۔ آپ لکھتے ہیں ممکن ہے کہ آپ نے شام میں یہ نام سن لیا ہو۔ پادری صاحب! کبھی ممکن ہے سے بھی کوئی امر قطعی طور پر ثابت ہوا کرتا ہے؟ کیا ایک جج کیلیئے یہ جائز ہے کہ کسی شخص کو صرف اس لیئے جیلخانہ میں

بھیجدے یا پھانسی چڑھا دے کہ ممکن ہے کہ اس نے کسی کا مال چرایا ہو یا کسی کو قتل کیا ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے دو مرتبہ شام کا سفر کیا۔ پہلی مرتبہ ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ۔ دوسری مرتبہ ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کچھ مال تجارت لیکر۔ دونوں مرتبہ آپ شہر بصری سے آگے نہیں گئے اور کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ آپنے وہاں جاکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولدیت کے متعلق کسی یہودی یا مسیحی سے کچھ استفسار کیا ہو۔ بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کہ آپنے وہاں جاکر یہودی یا مسیحی مذہب یا کسی اور مذہب کے متعلق کوئی تحقیقات کی ہو۔ پہلی مرتبہ تو آپ کی عمر صرف ۱۲ سال کی تھی اور دوسری مرتبہ جب آپ حضرت خدیجہ رض کا مال لیکر گئے تو آپ صرف چند روز ٹھہرے اور مال تجارت کا تبادلہ کرکے واپس تشریف لے آئے۔

پادری صاحب نے یہ نہیں بتلایا کہ اگر آپنے ملک شام میں جاکر کسی یہودی یا مسیحی عالم سے کوئی مذہبی گفتگو تحقیق کی غرض سے کی یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولدیت کے متعلق استفسار کیا تو کیا وجہ ہے کہ وہاں کے یہود یا مسیحی صاحبان نے تارح کا نام نہ بتلایا جو توریت میں موجود ہے بلکہ اُس کی بجائے وہ نام سنا دیا جو **یوسبی** اس کی تاریخ میں لکھا ہے۔

میں اس جگہ یہ ظاہر کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہو کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نہ تھا۔ کیونکہ جب آزر کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرنی چاہی تو خدائے تعالیٰ نے آپ کو روک دیا (سورہ توبہ رکوع ۱۴ اور سورہ ممتحنہ رکوع ۱) مگر آپ اپنے والد کیلئے آخر عمر تک دعا کرتے رہے چنانچہ آپ کی آخر عمر کی دعا قرآن شریف میں مذکور ہے جس میں آپ فرماتے ہیں رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (ابراہیم ۶) آزر کی نسبت قرآن مجید میں اَبٌ کا لفظ آیا ہے اور والد صرف باپ کیلئے خاص ہے کسی اور شخص پر نہیں لگ سکتا مگر اَبٌ کا لفظ دوسروں پر لگ سکتا ہے۔ اس سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آزر آپکے والد کا نام نہ تھا۔

(ب) پادری صاحب لکھتے ہیں کہ ہاروت اور ماروت کے نام یہودیوں مسیحیوں اور زردشتیوں کی کتابوں میں نہیں پائے جاتے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام قدیم ارمنی لوگوں سے سیکھے کیونکہ اُن کے ہاں دو دیوتے تھے جن کو وہ ہوروت اور موروت کہتے تھے۔ چنانچہ آپ صفحہ ۸۶ و ۸۷ پر لکھتے ہیں۔ "واما اگر استفسار نمودہ بپرسیم کہ آں دو اسم کہ در قرآن و احادیث مذکور است از کجا ماخوذ گشتہ ہویدا مے گردد کہ ہاروت و ماروت اسمائے دو بت قدیمی است کہ در قدیم الایام اہل ارمنستان آنہارا پرستش مے نمودند زیرا در تصنیفات مورخین ارامنہ ذکر ایں دو معبود یافت مے شود کہ بتلفظ ارمنی ہوروت و موروت نامیدہ اند" اسکے آگے ایک نامعلوم الاسم ارمنی مصنف کی کتاب کی عبارت اپنے بیان کی تصدیق کیلئے اصلی ارمنی حروف میں نقل کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پادری صاحب نے بہت مہربانی کی ہے کہ ایسی تحقیقات سے اپنی کتاب کو آراستہ اور ہمیں محظوظ کیا ہے اور ایک پرانی کتاب بھی اپنے دعوے کی تائید میں پیش کی ہے اور بڑی محنت سے اُسکی اصل عبارت کو اصلی حروف میں درج کیا ہے مگر ایک امر میں آپ نے بہت کوتاہی کی ہے۔ یعنی آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ کس ذریعہ سے یہ ارمنی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدیم ارمنی لوگوں سے سیکھے۔ اور کس طریق سے آپ کو معلوم ہوا کہ قدیم زمانے میں ارمنی قوم کے لوگ دو بتوں کی پرستش کرتے تھے جن کو وہ ہوروت اور موروت کہتے تھے۔ غرض وہ یہ ثابت نہیں کرسکا کہ واقعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام قدیم ارمنی کتابوں یا لوگوں سے حاصل کیئے اور جب تک وہ یہ نہ دکھلائے کہ فلاں ذریعہ سے یہ دو نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ پرانی کتابوں سے لمبی چوڑی عبارتوں کا نقل کرنا محض بے سود ہے۔ نیز وہ لکھتا ہے کہ ان دیوتوں کا نام کتب قدیمہ اہل ہنود میں بھی پایا جاتا ہے جہاں انکو مُرُت کہا گیا ہے۔ مگر پادری صاحب کو یہ بتلانا چاہیئے کہ یہ سنسکرت لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسطرح سُن لیا؟

(ج) اسی طرح پادری صاحب بابل کے قدیمی کتبوں کو جو حال میں دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان کھنڈرات میں سے برآمد ہوئے ہیں اسلامی تعالیم کے سرچشموں میں شمار کرتے ہیں اور اُن کتبوں کی عبارتوں کو اصلی پرانے بابلی حروف میں نقل کرتے ہیں مگر سوائے اس کے کہ ان کتبوں کی عبارتیں پادری صاحب کی کتاب کے لیئے زینت کا کام دیں اور کوئی فایدہ انسے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کے قدیم کھنڈرات کو کھودکر اور وہاں کے کتبے پڑھوا کر اپنی تعلیم کے لیئے مصالح جمع کیا ہو۔ انسان پادری صاحب کی تحقیقات کو دیکھکر حیرت میں پڑجاتا ہے کہ پادری صاحب کی عقل کو کیا ہوگیا۔ اُنکو اتنا بھی سمجھ نہ آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ بابل کے کھنڈرات میں جو پرانے کتبے مدفون تھے اُن سے اپنی تعلیم اخذ کرتے۔ مگر پادری صاحب کو اس سے سروکار نہیں کہ وہ یہ دکھائیں کہ فلاں طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں سرچشمے سے اپنی تعلیم کو حاصل کیا۔ اُن کا کام صرف مشابہت دکھلا دینا ہے اور بس۔ خواہ وہ مشابہت کسی سنسکرت کی کتاب میں پائی جاوے یا زردشتی صحیفوں میں یا ارمنی تصانیف میں یا مصر کی مدفون کتب میں یا بابل کے کھنڈرات میں۔

(د) صفحہ ۱۰۲ پر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط میں جو لفظ مٰلِكُ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلسطین کے قدیم بُت پرستوں سے حاصل کیا کیونکہ اُنکے ہاں ایک دیوتے کا نام مُولک تھا۔ مگر پادری صاحب یہ بیان نہیں فرماتے کہ کب اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کا نام جو مندرجہ بالا آیت میں پایا جاتا ہے فلسطین کے قدیم بُت پرستوں سے سیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملک فلسطین میں کوئی ایسے بُت پرست نہ تھے جو کسی دیوتا مولک نامی کی پرستش کرتے ہوں۔ بلکہ پادری صاحب یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ واقعی ملک فلسطین کے بُت پرست کسی زمانہ میں مولک نامی کسی بُت کی پرستش کرتے تھے۔ کیونکہ اس امر کیلیئے کہ بت پرستان مذکور کے ہاں مولک نامی کوئی بُت تھا کوئی بھی تاریخی شہادت نہیں۔ صرف بائیل کے بعض مقامات سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس نام کا کوئی بُت تھا کیونکہ

اُن مقامات میں یہ ذکر ہے کہ مولک نام ایک معبود کے لیئے بنی اسرائیل نے اپنے بچے قربان کیئے مگر اب محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ کسی دیوتے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ یہوواہ کا ہی نام ہے اور اُس کے معنے ہیں بادشاہ ۔ ملاحظہ ہو جیوئش انسائیکلو پیڈیا جلد ۸ صفحہ ۶۵۶ بلکہ اس مشہور کتاب کے فاضل مصنفین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ بنی اسرائیل نے یہوواہ کے لیئے اپنے بچے قربان کیئے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتاب میکاہ باب ۶ ورس ۷ میں یہ فقرہ لکھا ہے "کیا میں اپنے ظلم کے لیئے اپنا اکلوتا بیٹا قربان کروں ۔ کیا میں اپنی روح کے گناہ کیلیئے اپنے بدن کا پھل نذر دوں گا" ۔ یہی ورس اس امر کا محرک ہوئی کہ بنی اسرائیل اپنے خداوند کے آگے اپنے اکلوتے بیٹے قربان کرنے لگ گئے ۔ جب اسرائیل کی قوم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تو اُنہوں نے محسوس کیا کہ اگر خداوند کی رضامندی حاصل ہو جاوے تو اس کیلیئے وہ ہر ایک قیمت ادا کرنے کیلیئے تیار ہیں جب اُنہوں نے دیکھا کہ اُنکے پڑوسی اپنے دیوتاؤں کے آگے اپنے بچے قربان کرتے ہیں تو اُنہوں نے بھی خداوند کی رضا حاصل کرنے کیلیئے مذکورہ بالا آیت کے سہارے پر اپنے بُت پرست پڑوسیوں کی تقلید کرکے اپنے خداوند کے آگے اپنے بیٹے قربان کیئے مگر ساتھ ہی اسکے ہیکل میں اپنی معمولی عبادت کو حسب دستور سابق جاری رکھا ۔ ملاحظہ ہو حزقیل باب ۲۳ ورس ۳۹ ۔ جیوئش اینسائیکلو پیڈیا کے مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ وہ کسی بُت کے آگے اپنے بیٹوں کی قربانی نہیں کرتے تھے بلکہ خداوند کے آگے ایسا کرتے تھے لیکن اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ اُسوقت فلسطین کے بُت پرستوں کے ہاں کوئی ایسا دیوتا تھا جو مولک کے نام سے مشہور تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے صدہا سال پیشتر ایسے دیوتے کی پرستش مفقود ہو چکی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملک فلسطین میں کوئی ایسا بُت پرست نہ تھا جو کسی دیوتے مولک نامی کی پرستش کرتا ہو ۔ ملاحظہ ہو جیوئش اینسائیکلو پیڈیا جلد ۸ صفحہ ۶۵۷ ۔ لیکن اگر واقعات کے برخلاف ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ملک فلسطین میں کوئی ایسے بُت پرست تھے جو مولک نامی دیوتے کی پرستش کرتے تھے تو پادری صاحبان کوئی ایسا موقعہ ثابت نہیں کر سکتے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلسطین کے بُت پرستوں سے یہ نام سیکھا ہو

اور یہ خیال کرنا ہی محض بیہودہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بُت پرستی کا دشمن بت پرستوں کے خیالی اور جھوٹے معبودوں کو قرآن شریف میں ایسے طور پر داخل کرے جس سے بُت پرستوں کے خیال کی تائید ہو اور بُت پرستی کو تقویت پہنچے۔

(ھ) پادری ٹسڈل صفحہ ۱۹۷ پر لکھتا ہے کہ دو کتنا بہائے ہنود مرقوم است کہ در اسنجا رود ہائے جاوید رستہانہائے تر و تازہ را آب یاری مے نمائد یعنی ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اُسجگہ (یعنی بہشت میں) ابدی نہریں چلتی ہیں جو ترو تازہ روئیدگیوں کی آب پاشی کرتی ہیں۔ اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں جو جنّات اور انہار کا ذکر ہے وہ سنسکرت کی کتابوں سے اخذ کیا گیا مگر میں پوچھتا ہوں کہ ہندوؤں کی اس تعلیم کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ہوا۔ شائد اُس کا یہ خیال ہو کہ ایرانیوں کی وساطت سے آپ کو اس تعلیم کا علم ہوا مگر وہ کسی ایرانی کتاب کا حوالہ نہیں دیتا جس سے ثابت ہو کہ ایرانیوں نے اس تعلیم کو ہندوؤں سے سیکھا اور اگر فرض بھی کرلیں کہ ایرانیوں نے یہ تعلیم ہندوؤں سے سیکھی مگر اس امر کے لیے کوئی ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم ایرانیوں سے حاصل کی۔

(و) اسی طرح پادری ٹسڈل لکھتا ہے کہ **غلمان** کا ذکر جو قرآن مجید میں پایا جاتا ہے بھی ہندوؤں کی کتابوں کی تعلیم ہے اور اس کی تائید میں ایک نہیں بلکہ دو حوالے سنسکرت کی کتابوں میں سے نکال کر پیش کرتا ہے اور صرف ترجمہ پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اصل سنسکرت بولی میں اور سنسکرت حروف میں عبارتیں نقل کرتا ہے مگر اس امر کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا کہ فلاں طریق سے یہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوؤں کی کتابوں میں سے اخذ کی۔

مندرجہ بالا چھ مثالوں سے یہ امر واضح ہو جاویگا کہ پادری ٹسڈل کو اس امر سے کچھ بھی غرض نہیں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں ذریعہ سے فلاں تعلیم حاصل کی۔ اُس کا کام صرف یہ ہے کہ اپنے خیال میں قرآن مجید کے بعض مضامین یا فرضی اسلامی تعلیم کی غیر مذاہب کی کتابوں کے مضامین یا تعالیم سے کسی قدر مشابہت دکھا دکر

خواہ وہ غیر مذاہب کی تعلیم گنگا کے کنارے پر ملے یا رود بار نیل کے ساحل پر یا بابل کے کھنڈرات ہیں یا کنعان کے بُت پرستوں کی خیالی تعلیم ہیں۔ غرض وہ اس امر میں بالکل ناکام رہا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعالیم کو غیر لوگوں سے حاصل کیا۔ یا تو اُسکو یہ سمجھ ہی نہیں کہ ثبوت کس چیز کا نام ہے یا وہ عمداً عوام الناس کو دھوکہ دیتا ہے اور سنسکرت اور ارمنی اور پہلوی اور بابلی اور قبطی اور یونانی اور حبشی وغیرہ زبانوں کے حوالے نقل کرکے اپنی کتاب کو جہلا رکی نظر میں ایک عالمانہ جامہ پہناتا ہے مگر اُسکو یہ امر معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف سنسکرت کی عبارت اصل سنسکرت حروف میں نقل کرنے یا بابل کے کھنڈرات کے کتبوں کی عبارتوں کو ہو بہو درج کرنے سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الواقع سنسکرت کی کتابوں سے یا دجلہ و فرات کے کھنڈرات سے اپنی تعلیم کو حاصل کیا۔

اگر میں اسی طرح پادری صاحب کی ہر ایک بات کو لیکر یہ دکھاتا جاؤں کہ پادری صاحب یہ ثابت نہیں کر سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی طور پر پادری صاحب کے پیش کردہ سرچشموں سے اپنی تعلیم کو حاصل کیا تو مجھے خوف ہے کہ ناظرین اُکتا جائینگے اسلیئے بجائے اسکے کہ پادری صاحب کی ایک ایک بات کو فرداً فرداً لیکر اُسپر علیحدہ علیحدہ بحث کیجاوے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پادری صاحب کے ایک قسم کے سرچشموں پر یکجائی طور پر گفتگو کی جاوے اسلیئے میں پہلے یہودی سرچشموں پر بحث کروں گا اُس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مسیحی اور زردشتی وغیرہ سرچشموں پر یکے بعد دیگرے یکجائی طور بحث کیجائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

یہودی سرچشمہ

پادری صاحب کا بیان ہے کہ جو تیس کتابیں یہودیوں کی بطور نمونہ اوپر درج ہو چکی ہیں اور اُن کے علاوہ بہت سی اور کتابیں یہود کی جن کا ذکر پادری صاحب نے بخوف طوالت ترک کر دیا ہے ان کتابوں کے مضامین کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن یہود کے ذریعہ ہوا جو آپکے زمانہ میں ملک عرب میں آباد تھے۔ اس دعویٰ کو ثابت

کرنے کیلیئے آپ مندرجہ ذیل امور کو پیش کرتے ہیں۔

اوّل ۔ وہر چند کہ اکثر ایشاں نتوانستند زبان عبرانی را بخوبی بفهمند امامثل یہود سکنہ ایران در ایں ایام بسیارے از قصہ ہا و حکایتہائے تلمود و اکثر فسانہ ہائے باطل دیگر را از اجداد خود شنیدہ و بتواتر پذیرفتہ بودند و اکثر اوقات چوں توراۃ موسیٰ و سائر کتب ربانی را ادراک نمے کردند پس آں روایتہائے بے بنیاد را بعوض تعلیمات الہامی آں صحف سماویہ بر زبان خود جاری مے ساختند۔ (صفحہ ۳۲) یعنی عرب کے یہو اکثر عبرانی زبان کو سمجھ نہیں سکتے تھے لیکن آجکل کے ایران کے یہود کی طرح تالمود کے بہت سے قصوں اور باطل افسانوں کو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سُنا ہوا تھا اور توراۃ اور دوسری الہامی کتابوں کو نہیں سمجھتے تھے اسلیئے اکثر اوقات انہی قصوں کو دہرایا کرتے تھے۔

دوم ۔ چوں در دل خود تصمیم داد کہ قوم خویشرا بسوئے دین ابراہیم خلیل برگرداند پس بغایت احتمال میرفت کہ بطرف اہل یہود مائل گردیدہ استفسار کند کہ آیا دین حضرت ابراہیم مشتمل بر کدام عقائد و فرائض و رسوم مذہبی مے باشد (صفحہ ۳۳) یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصمم ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی قوم کو ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف مائل کریں اس لیئے یہ نہایت ہی قرین قیاس امر ہے کہ انہوں نے یہود کی طرف رجوع کر کے یہ دریافت کیا ہو کہ دین ابراہیم میں کون کونسی باتیں شامل تھیں۔

سوم ۔ صفحہ ۳۴ و ۳۵ پر پادری ٹسڈل لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی اس لیئے نہیں کہا جاتا کہ "حضرت محمد بالکل بے سواد بودہ است" یعنی آپ بالکل لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ "میتواں گفت کہ سبب آں لقب ایں بودہ است کہ او نہ از یہود بلکہ از اُمتہا (کہ غیر یہود مے باشند) برپا شد۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو اُمّی کا لقب اس لیئے دیا گیا کہ آپ اُمتہا میں سے برپا ہوئے اور اُمتہا کے معنے ہیں ایسی قومیں جو یہود میں سے نہیں۔" ولکن فرضاً کہ ہیچ علمے نداشتہ باشد آیا ممکن نبودہ کہ از دیگراں استفسار نمودہ تعالیم اہل یہود را بیاموزد۔ البتہ

ے توانست خصوصاً ازایں جہت کہ بعضے از اصحابش مثل عبداللہ ابن سلام وحبیب ابن ملک ورقہ یا خود از اہل یہود بودند یا دین ایشانرا قبول کردہ بعد از مدتے بحضرت محمد گرویدند وشکے نیست کہ ایں اشخاص اگرچہ از تعلیمات صحیحہ عہد عتیق واقفیت کلی نداشتند اما اقلاً چیزے از روایات وقصص باطلہ ․․․․ میدانستند۔“ یعنی اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَن پڑھ تھے تو کیا اُن کے لیئے ممکن نہ تھا کہ دوسروں سے دریافت کر کے یہود کی تعلیم وغیرہ کو سیکھ لیتے خصوصاً جب آپ کے بعض اصحاب مثلاً عبداللہ بن سلام وغیرہ یا تو خود یہودیوں میں سے تھے یا یہودیوں کے مذہب میں رہ چکے تھے اور یہ لوگ اگرچہ بائیبل کی صحیح تعلیم سے پوری واقفیت نہیں رکھتے تھے مگر یہود کے جھوٹے قصے اور روایتیں کسیقدر تھوڑی بہت جانتے تھے۔

چہارم۔ پادری ٹسڈل کے خیال کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود پر بڑا اعتبار تھا اور جو کچھ آپ اُن لوگوں سے سنتے تھے اُسکو وحی الٰہی یقین کرتے تھے ”اما حیف است کہ ایشاں وے را فریفتہ اند“ (صفحہ ۹۸) مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں نے آپ کو دھوکہ دیا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جن کی بنا پر پادری صاحب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے اپنی تعالیم کے ایک بڑے حصّہ کو حاصل کیا۔ لیکن پادری صاحب کے ان ثبوتوں سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ہرگز ثابت نہیں کر سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے قرآنی مضامین کا ایک بڑا حصہ سیکھا۔ اُسکی کتاب کو غور سے پڑھو تمھیں ایک بھی شہادت ایسی نہیں ملے گی جس سے یہ ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم کو یہود سے سیکھا۔ جن باتوں کو وہ بطور ثبوت کے پیش کرتا ہے وہ خود دعوے ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔

وہ کہتا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی علیہ وسلم اپنی اُمت کو ملّۃ ابراہیم علیہ السلام پر چلانا چاہتے تھے اس لیئے یہ غالب احتمال ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب دریافت کرنے کے لیئے یہود کی طرف رجوع کیا ہو اور اس خیال کی تائید میں لکھتا ہے ”وایں قیاس تقویت مے یابد ازیں مقدمہ کہ قرآن در اکثر مواضع صریحاً مے گوید کہ

دین ابراہیم راست و برحق بودہ است ونیز برحقیت مذہب یہود و برصحت ومن جانب اللہ بودن کتب الہامیہ ایشاں شہادت مے دہد۔" (صفحہ ۳۳) یعنی اس قیاس کو اس امر سے قوت ملتی ہے کہ قرآن مجید میں اکثر جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے سچا ہونے کا ذکر ہے اور کئی مقامات میں قرآن شریف اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ یہود کا مذہب برحق ہے اور اُن کی کتابیں واقعی خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق جو آیات قرآنی ہیں اُن سے ہرگز وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو پادری صاحب نکالنا چاہتے ہیں بلکہ اُن میں یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی مذہب رکھتے تھے اور نہ مسیحی مذہب کے پیرو تھے۔ قرآن مجید کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ملت ابراہیمؑ کا تذکرہ قرآن شریف میں دو غرض سے کیا گیا ہے۔ بعض موقعوں پر ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کا ذکر بت پرستان عرب کے مقابل میں اُن کو اپنی غلطی پر متنبہ کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ مکہ کے بت پرست اس بات پر نازاں تھے کہ وہ ابراہیمی الاصل ہیں اور اُنکے مورث اعلیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور وہ مکہ کی عظمت بھی اسی لیے کرتے تھے کہ یہ ابراہیمی طریق ہے اس لیئے اُنکو قرآن مجید میں بتلایا گیا کہ وہ ابراہیم جسکے طریق پر وہ چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بُت پرست نہ تھا بلکہ ایک خدائے تعالیٰ کی عبادت کرنیوالا تھا اسی لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وعظ اور مباحثات جو بُت پرستی کی تردید میں آپ کو کرنے پڑے اُنکا جا بجا قرآن مجید میں ذکر ہے تا مکّہ کے بُت پرست اپنی غلطی پر آگاہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سچّے اور صحیح مذہب پر چلیں۔ اسی غرض سے اُن کو بتلایا گیا کہ ہمارا مذہب ابراہیمی مذہب ہے اور اگر تم بھی اُس کے قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہو تو آؤ اسلام کو قبول کرو کیونکہ یہی ابراہیمی طریق ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی طرف بار بار توجہ دلانا بُت پرستان مکّہ پر و دیگر اہل عرب پر ایک حجت تھی۔ کُل اہل عرب کعبہ کی تحریم ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت سمجھتے ہیں اسی لیئے اسپر کاربند تھے پس اُن کو بتلایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

مذہب جسپر تم کاربند ہونے کے مدعی ہو وہ بت پرستی نہ تھا بلکہ اُس کا مذہب توحید کا مذہب
تھا جو عین اسلام ہے۔

دوسری غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی طرف توجہ دلانیسے یہودیوں اور
مسیحیوں کے غلط خیال کی تردید تھی جو کہتے تھے کہ نجات صرف مسیحی مذہب یا یہودی
طریق میں ہے اور جو کوئی مسیحی یا یہودی نہ بنے وہ نجات یافتہ نہیں ہوسکتا چنانچہ
قرآن شریف اُنکے قول نقل کرکے فرماتا ہے قَالُوا کُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ
تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہودی
بنو یا مسیحی مذہب اختیار کرو تب ہی ہدایت یافتہ ہوگے اُنکو جواب دے کہ ہم ابراہیم
کی ملت کے پیرو ہیں جو حنیف تھا یعنی سیدھی راہ پر چلنے والا یعنی اگر تمہارا دعوٰی
سچا ہے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تم ہدایت یافتہ کسطرح کہہ سکتے ہو کیونکہ وہ ان
دونوں مذہبوں کے وجود سے پہلے گذر چکا ہے مگر باوجود اسکے تم دونوں قومیں
اسکو ہدایت یافتہ تسلیم کرتی ہو۔ پس ہم اُسی طرح ہدایت یافتہ ہیں جسطرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
تم دونوں قوموں کے مسلمہ عقیدہ کے مطابق ہدایت یافتہ تھا۔ اس سے اگلی آیت میں بتلایا
گیا ہے کہ اصلی ہدایت یہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ کا فیضان یہودیوں اور نصاریٰ تک محدود
کر دیا جاوے اور ان ہر دو قوموں کے سوا باقی کل دنیا کو اس انعام سے محروم سمجھا
جاوے بلکہ سیدھی راہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ہر ایک رسول پر ایمان لایا جاوے
یہ نہیں جو رسول بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے صرف اُن کو مانا جاوے اور اُن کے سوا
خدائے تعالیٰ کے ہر ایک کلام کو رد کر دیا جاوے اسلیئے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم دنیا
کے کل انبیاءؑ کو مانتے ہیں جسطرح ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی کو مانتے ہیں اسی طرح
ہم قرآن مجید پر ایمان لائے ہیں پس سچی ہدایت یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیح
علیہ السلام کی وحی کے ساتھ اس وحی پر بھی ایمان لایا جاوے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل ہوئی ہے۔ اس لیئے اگلی آیت میں اسلامی عقیدہ کو مندرجہ ذیل الفاظ
میں بیان فرمایا قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم

و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (بقرہ ع ۱۶) یعنی تم ان مسیحیوں اور یہودیوں کو یہ جواب دو کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اُس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف اُتاری گئی یعنی قرآن مجید پر اور اُس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ ۔ اسمٰعیلؑ ۔ اسحٰقؑ ۔ یعقوبؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد پر نازل ہوئی اور اُس وحی پر جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دی گئی بلکہ ہم اُن تمام وحیوں پر ایمان لاتے ہیں جو کُل نبیوں کو اُنکے رب کی طرف سے دی گئیں ہم دنیا کے نبیوں میں کسی میں فرق نہیں کرتے (یعنی ہم تمہاری طرح نہیں کہ بعض نبیوں کی وحی کو قبول کریں اور بعض کی وحی کو رد کریں) اور ہم خدائے تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں ۔ (یہ ہمارا ایمان ہے) پس اگر یہ لوگ (یہود و نصاریٰ) بھی ایسا ہی ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے ہو تب یہ ہدایت یافتہ ہونگے اور اگر وہ ایسے ایمان سے مُنہ پھیریں تو وہ خلاف کی راہ پر چلتے ہیں پس خود خدائے تعالیٰ تجھے ان کی طرف سے کفایت کریگا (یعنی یہ تجھے نابود کرنا چاہیں گے تا اس مذہب کی اشاعت کو روکدیں مگر خدا تیری طرف سے اُن کے ساتھ جنگ کریگا اور تجھے اُن کے ضرر سے بچائیگا) وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۔ غرض اہل کتاب کے مقابل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی طرف جو توجہ دلائی گئی ہے وہ یہود و نصاریٰ کے خیال کی تردید کے لیئے ہے چنانچہ اسی مضمون کی طرف مندرجہ ذیل آیت اشارہ کرتی ہے ۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۔ یعنی کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی ۔ کہہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ ۔ اس آیت کریمہ میں بھی یہود و نصاریٰ کے اس دعویٰ کی تردید کی گئی ہے کہ جب تک انسان یہودی یا مسیحی مذہب اختیار نہ کرے

وہ ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ یہ انبیاءؑ جن کا نام اس آیت شریفہ میں ہے یہ سب یہود و نصاریٰ ہر دو کے مسلمہ عقیدہ کے بموجب ہدایت یافتہ تھے مگر یہ توریت اور انجیل کے نزول سے پہلے گذر چکے تھے اس سے یہودیوں اور مسیحیوں کے اعتقاد کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ اس سے خدائے تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ حقیقی اور سچی ہدایت یہ ہے کہ انسان خدائے تعالیٰ کی ہر ایک وحی پر ایمان لائے۔ یہ سچا مذہب ہے اور یہی اسلامی عقیدہ ہے اور ایک یا دو کتابوں پر اڑ کر بیٹھ رہنا اور ہر ایک دوسری الہامی کتاب کا انکار کرنا یہ ہدایت نہیں بلکہ ضلال ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اہل کتب کے مقابلہ میں کس غرض سے کیا گیا ہے یہ مندرجہ ذیل آیات سے اور بھی زیادہ واضح ہوجائے گا:۔ یَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (آل عمران۔ ۷) اے اہل کتاب۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ میں کیوں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ توریت اور انجیل اسکے بعد نازل ہوئیں۔ کیا تمھیں عقل نہیں۔ دیکھو تم ایسے لوگ ہو کہ تم نے ایسی بات کے بارے میں جھگڑا کیا جس کا تمھیں علم ہے پس تم ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جسکا تمھیں علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ حنیف (سیدھا) اور مسلم (فرمانبردار) تھا۔ اس سے آگے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ وَدَّت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ قریب (بہ نسبت یہود و نصاریٰ وغیرہم کے) وہ لوگ ہیں جو اُس کی پیروی کرتے ہیں اور یہ نبی اور وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ کاش کہ گمراہ کردیں تجھے (یہ کہکر کہ ابراہیمؑ یہودی مذہب تھا اسلیئے تم بھی

ہماری شریعت پر چلو) مگر وہ ایسا کرنے سے درحقیقت خود اپنے تئیں گمراہ کرتے ہیں لیکن انکو شعور نہیں۔ ان آیات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ پادری صاحب کا یہ کہنا بالکل واہیات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمی مذہب دریافت کرنے کیلئے یہودی شریعت کی طرف رجوع کیا۔ برخلاف اسکے قرآن شریف سے پایا جاتا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ اگر تم ابراہیمی مذہب پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہو تو آؤ ہماری شریعت پر چلو مگر انکو بتلایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی مذہب نہ تھا کیونکہ توریت اُس کے بعد نازل ہوئی۔ پھر کس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمی مذہب دریافت کرنیکے لیئے توریت کو یہود سے سیکھا۔ یہی تو یہود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑا تھا وہ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے مذہب کے پیرو تھے اس لیئے تم بھی ہماری شریعت پر کاربندی اختیار کرو مگر انکو بتلایا گیا کہ ہم ابراہیمی ملت پر چلنے کے لیئے تمہاری کتاب کی طرف رجوع نہیں کرسکتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں اس کتاب کا وجود نہ تھا اور خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ یہ لوگ ایسا کہکر تجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ وہ تجھے دھوکہ نہیں دے سکتے کیونکہ تُو کسی انسان کی تجویز پر عمل کرنیوالا انسان نہیں بلکہ تُو تو صرف وحی الٰہی پر چلنے والا ہے اس لیئے وہ ایسے دھوکوں سے صرف اپنے تئیں دھوکہ دے رہے ہیں کیونکہ وہ اس طرح اس حق کو جو تیرے پاس آیا ہے قبول کرنیسے محروم رہ جائیں گے۔ غرض اس خیال سے زیادہ بیہودہ کوئی خیال نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمی مذہب دریافت کرنیکے لیئے یہود سے توریت کو سیکھا۔

پھر پادری صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی مذہب کو ایک سچا مذہب اور توریت کو الہامی کتاب سمجھتے تھے اس لیئے احتمال ہے کہ اُنہوں نے ابراہیمی مذہب کی حقیقت دریافت کرنے کیلیئے انکی طرف رجوع کیا ہو۔ مگر جو کتاب یہودی مذہب کے دراصل خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور توریت کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونیکا اعلان کرتی ہے وہ ساتھ ہی اس امر کا بھی اعلان کرتی ہے کہ وہ خود کامل کتاب ہے اور کوئی ایسی سچائی نہیں

جو اس سے باہر رہ گئی ہو۔ پھر ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت تھی کہ وہ دوسری کتابوں کی طرف رجوع کرتے۔ پادری صاحب نے اُس شہادت کی حقیقت کو جو قرآن شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور توریت کے بارہ میں دیتا ہے نہیں سمجھا۔ اگر قرآن شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی بیان کرتا ہے تو وہ اسی طرح دنیا کے کُل انبیاء کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہادی پیدا نہ ہوئے ہوں۔ پس اب کسی ایک نبی کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہی۔ اور جس طرح قرآن شریف حضرت موسیٰ کی شریعت کی نسبت شہادت دیتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھی ایسا ہی وہ دوسرے بڑے مذاہب کی نسبت بھی یہی شہادت دیتا ہے کہ وہ دراصل خدائے تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ قرآن شریف نے محض ایک امر کا اظہار کیا ہے اور اُس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جن مذاہب کے دراصل برحق ہونے کے متعلق قرآن مجید شہادت دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مذاہب کے پیرووں سے تعلیم حاصل کی محض لغو اور بیہودہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پادری صاحب صرف ایسے ہی توہمات کی بنا پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کا انسانی سرچشموں سے ماخوذ ہونا اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

بجائے اس کے کہ پادری صاحب قرآن مجید کی آیات سے یہ نتیجہ نکالیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی حقائق دریافت کرنے کے لئے یہود کی طرف رجوع کیا قرآن شریف سے اُلٹا یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ کے یہود پر کسی طرح کا اعتبار نہیں کر سکتے تھے اور کسی ہدایت کے معلوم کرنے کے لئے یہود کی طرف رجوع نہیں کر سکتے تھے۔ میں قرآن مجید سے چند آیات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

(۱) بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے واٰتینٰھم بیّنٰت من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ان ربک یقضی بینھم یوم القیٰمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون ثم جعلنٰک علیٰ شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون۔ (جاثیہ ۲)

یعنی ہم نے انکو کھلی کھلی باتیں دین کی عطا کیں۔ اور ان میں جو اب اختلاف پڑ گیا ہے

یہ اختلاف علم آنیکے بعد واقع ہوا۔ تیرا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ اسکے بعد اب ہم نے تجھے ایک شریعت دی ہے پس تو اب اس شریعت کی پیروی کر جو ہم نے تجھے دی اور ان جاہل یہودیوں کی خواہشوں کی پیروی مت کر۔

(۲) الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یشترون الضلٰلۃ ویریدون ان تضلوا السبیل۔ واللہ اعلم باعدائکم۔ وکفیٰ باللہ ولیا وکفیٰ باللہ نصیرا۔ (نساء - ۷) کیا تُو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ گمراہی کو مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستے سے بہک جاؤ۔ (وہ تمہارے دشمن ہیں) اور خدائے تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے۔ مگر وہ تیرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے کیونکہ تیرا کارساز اور تیرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تیری مدد اور نصرت کے لئے کافی ہے۔

(۳) قل یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل و اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل (مائدہ ۱۰) یعنی اہل کتب کو کہو کہ تم اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور جو لوگ تم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے بھول گئے ان کے نقش قدم پر مت چلو۔

(۴) یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ولا تزال تطلع علیٰ خائنۃ منھم الا قلیلا منھم فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین۔ یعنی یہودی کلمات کو اُن کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور جو اُن کو تعلیم دی گئی تھی اُس کا ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا ہے اور تو ہمیشہ ان کی خیانت پر مطلع ہوتا رہے گا سوائے چند کے پس تو ان سے درگزر کر اور انکو معاف کر اللہ تعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

(۵) یٰاھل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتٰب و یعفوا عن کثیر۔ اے اہل کتاب۔ تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے اور کتاب کے جن حصوں کو تم چھپاتے تھے اُن میں سے اکثر کو تم پر بیان کرتا ہے اور ایک

بڑے حصہ سے چشم پوشی کرتا ہے۔ (مائدہ - ۳)

مذکورہ بالا آیات کو پڑھکر کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان آیات سے واضح ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے جو اسلام کو بیخ و بُن سے اکھیڑ دینا چاہتے تھے۔ وہ خود سیدھے راستے سے بہک چکے تھے بلکہ اُن کے آباؤ اجداد بھی بہک چکے تھے۔ وہ اپنی تعلیم کا بڑا حصہ بھلا چکے تھے۔ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے وہ دیانت دار نہیں تھے بلکہ خائن تھے۔ وہ کتاب الٰہی کے بڑے حصہ کو چھپاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح حکم تھا کہ آپ کسی امر میں یہود کی اتباع نہ کریں بلکہ اس نئی شریعت پر چلیں جو آپ کو دی گئی۔ پھر بھی پادری صاحب کہتے ہیں کہ قرآن شریف کی آیات سے یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ آپ نے یہود کی طرف ضرور رجوع کیا ہوگا۔ اور اُن سے تعلیم حاصل کی ہوگی۔

علاوہ ازیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات کی طرح کوئی پوشیدہ نہیں۔ آپ کے دن رات کے واقعات مفصّل موجود ہیں اور آپکی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات بھی نہایت بسط کے ساتھ ہم تک پہنچائے گئے ہیں۔ مگر اس امر کے لیئے ایک ذرّہ بھر بھی شہادت موجود نہیں کہ آپ نے ابراہیمی مذہب کے معتقدات اور فرائض معلوم کرنیکے لیئے یہودانِ عرب کی طرف رجوع کیا ہو اور اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو یہ امر ہرگز مخفی نہیں رہ سکتا تھا۔ باوجودیکہ آپ کے اندرونی اور بیرونی حالات تفصیل کے ساتھ ہم تک پہنچائے گئے ہیں اور آپ کے سارے تعلقات جو آپ کو یہود یا دیگر اہل مذاہب کے ساتھ تھے پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیئے گئے ہیں مگر کوئی امر ایسا بیان نہیں کیا گیا جس سے ظاہر ہو کہ آپ نے یہود سے کچھ تعلیم بھی حاصل کی تھی پس یہی امر اس دعویٰ کی تغلیط کے لیئے کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمی مذہب کی حقیقت دریافت کرنیکے لیئے یہود کی طرف رجوع کیا۔ مگر پھر بھی پادری صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اسلامی تعالیم کا یہودی سرچشموں سے ماخوذ ہونا اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

پادری صاحب نے لفظ اُمّی کے متعلق جو تحقیقات لکھی ہے وہ بالکل نئی ہے۔ یہ لفظ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کیا گیا ہے اور پادری کے نزدیک اس کے معنے یہ نہیں کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے ہیں ایسا آدمی جو یہود میں سے نہ ہو۔ عجیب تحقیقات ہے اور ایسی تحقیق کے لیئے صرف پادری صاحب ہی اکیلے تعریف کے مستحق ہیں کیونکہ آپ سے پہلے کسی شخص کو یہ معنے نہیں سوجھے تھے۔ آپ ہی ان جدید معنوں کے موجد ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ لفظ اُمّتہا سے نکلا ہے جس کے معنے آپ کی تحقیق کے بموجب ایسے لوگ ہیں جو یہودی نہیں۔ اوّل تو لفظ اُمّتہا کوئی عربی صیغہ نہیں۔ عربی لفظ اُمَم کا واحد اُمّت ہے اُمّتہا عربی جمع نہیں بلکہ فارسی جمع ہے اور ایک عربی لفظ کا اشتقاق بیان کرتے وقت پادری صاحب کو عربی لفظ دینا چاہیئے تھا نہ کہ فارسی۔ مگر شائد آپ میں اسقدر علمی تمیز نہ تھی کہ ایک فارسی جمع اور عربی جمع میں فرق کر سکتے۔ خیر یہ غلطی تو پادری صاحب کو معاف۔ مگر سب سے عجیب بات لفظ اُمّتہا کے معنی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسکے معنے ہیں ایسی قومیں جو یہودی نہیں۔ یہ معنے ایسے ہیں کہ نہ کسی لغت والے کو سوجھے ہیں اور نہ کسی اہل زبان نے اس لفظ کو ان معنوں میں استعمال کیا ہے[۴]۔ پادری ٹسڈل پہلا شخص ہے جس نے اس لفظ کی طرف یہ جدید معنے منسوب کیئے ہیں اور یہ امر کہ کہاں سے پادری جی نے یہ معنے دریافت کیئے یہ ایک ایسا ہی ناقابل حل عقدہ ہے جیسا کہ تثلیث کا مسئلہ ایک لاینحل راز ہے۔ اُمّت کا لفظ قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے اور ہر ایک جگہ اس کے معنے عام قوم کے ہیں۔ نہ کہ ایسی قوم جو یہود کے سوا ہو۔ مثلاً خدا ئے تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ یعنی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو کیا پادری صاحب کے نزدیک اس آیۃ کریمہ کے یہ معنے ہیں کہ یہود کے سوا اور کوئی ایسی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا یعنی صرف یہود ہی ایک ایسی قوم ہے جس میں کوئی نذیر مبعوث نہیں ہوا باقی سب قوموں میں خدا کے مامور مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ کیا یہ معنے صریحاً غلط نہیں۔ مگر پادری جی کے معلومات اہل زبان سے بھی زیادہ وسیع ہیں۔ آپ کئی الفاظ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اہل لغت عرب نے ان الفاظ کی تشریح میں سخت سراسیمگی ظاہر کی ہے مگر آپ اُن الفاظ کو بڑے آسان مگر ایسے ہی نرالے طرز پر واضح کر دینے کا دعوی کرتے ہیں

۴ اور نہ اصطلاحاً لفظ ان معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے لفظ اُمّی کی تشریح کی ہے۔ امید ہے کہ ان الفاظ میں سے بعض کا ذکر آگے آجائے گا۔

آپ کا یہ فرمانا کہ لفظ اُمّی اُمّتھا سے مشتق ہے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ کو عربی زبان کے قواعد سے ذرہ بھر بھی مَس نہیں۔ اگر آپ کو عربی کے قواعد کا شمہ بھر بھی علم ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اگر لفظ اُمّی اُمّت سے مشتق ہوتا تو وہ اُمّتی ہونا چاہئیے تھا نہ کہ اُمّی۔ غرض نہ صرف لفظ اُمّتھا کے نرالے معنے جو پادری جی نے پیش کئے ہیں انکی جہالت کی گواہی دے رہے ہیں بلکہ آپ کا لفظ اُمّی کو اُمّتھا سے مشتق کرنا بھی آپ کی نادانی کی ایک بیّن شہادت ہے۔ بہتر تھا کہ پادری جی ایسی علمی تحقیقات سے اپنی کتاب کو مزین نہ کرتے تا اُنکی نادانی مخفی رہتی شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے "تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔"

اگر یہ مان لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَن پڑھ نہ تھے بلکہ آپ لکھنا پڑھنا اچھی طرح جانتے تھے تو کیا اس سے ثابت ہوجائے گا کہ آپ عبرانی بھی جانتے تھے اور یونانی میں بھی ماہر تھے اور ایرانی میں بھی آپ کو دسترس تھی اور سنسکرت کو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے تھے۔ معلوم نہیں پادری صاحب کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواندہ آدمی ثابت کرنے سے کیا ہے۔ کیا ضروری ہے کہ ہر ایک خواندہ آدمی دنیا کی ہر ایک مُردہ زبان بھی جانتا ہو۔ صرف ایک خواندہ آدمی ثابت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبشی اور ارمنی اور قدیمی مصری وغیرہ بولیاں بھی جانتے تھے۔

پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ تھے تو کیا ان کے لئے ممکن نہیں تھا کہ اپنے زمانہ کے یہود سے استفسار کرتے کہ ابراہیمی مذہب کیا تھا اور یہ کہ یہودی مذہب کی نسبت زبانی طور پر اُن سے تحقیقات کرتے۔

مگر پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہئیے کہ ایک امر کا ممکن ہونا اور چیز ہے اور فی الواقع اُس امر کا واقع ہونا اور چیز ہے۔ مثلاً پادری صاحب کے لئے بالکل ممکن ہے کہ زہر کا پیالہ پی کر خودکشی کرلیں اور کئی مسیحی لوگ ایسا کرتے بھی ہیں مگر کیا ہم اس سے یہ نتیجہ

نکال لیں کہ پادری صاحب ضرور ایسا ہی کرینگے۔ صرف یہ کہنے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہود سے تعلیم حاصل کرنا ممکن تھا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ایسا کیا۔ اگر پادری صاحب دنیا کو یہ منوانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مذہب کا مصالح جمع کرنے کیلئے اور قرآن شریف کے لئے مضامین اکٹھے کرنیکے لئے یہودان عرب کی طرف رجوع کیا اور ان سے اس کام میں مدد لی تو آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ فی الواقع آپ نے ایسا کیا۔ صرف یہ کہنے سے کہ آپ کے لئے ایسا کرنا ممکن تھا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے فی الواقع یہود سے مدد لی۔ بلکہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے نہ یہود سے نہ مسیحیوں سے اور نہ کسی اور قوم سے کسی قسم کی مدد لی۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آپ کے لئے یہود سے مدد لینا ممکن تھا۔ آپ یہود کے لئے ہادی اور نبی ہونیکا دعویٰ فرماتے تھے اور اُنکو اسلام کی طرف بلاتے تھے پھر کسطرح ممکن تھا کہ ایسا شخص خود یہود کی طرف امداد حاصل کرنیکے لئے رجوع کرتا۔ پھر دیکھو کہ قرآن مجید یہود کی مذمت سے بھرا ہوا ہے یہ امر بھی اس بات کی ایک قوی دلیل ہے کہ آپ نے یہود سے کسی قسم کی مدد نہیں لی۔ کیونکہ یہ کسطرح ہوسکتا تھا کہ ایک طرف تو آپ یہود کی اور اُن کے بڑوں کی مذمت کریں اور اُنکے ملعون ہونیکا اعلان کریں دوسری طرف اُنہی کی طرف امداد حاصل کرنیکے لئے رجوع کریں۔

پادری راڈویل قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "عرب کے یہود اور اپنے مسیحی مخبروں سے خفیہ طور پر تعلیم حاصل کی"۔ پادری صاحب کا یہ قول اس امر کی صریح شہادت ہے کہ پادری لوگوں کے پاس اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے یا مسیحیوں سے تعلیم حاصل کی۔ کیونکہ یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب سے مخفی طور پہ تعلیم حاصل کیا کرتے تھے دوسرے لفظوں میں اس امر کا اقرار ہے کہ آپکے ایسا کرنے کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں۔ راڈویل کہتا ہے کہ "چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہودانِ عرب اور اپنے مسیحی مخبروں سے تعلیمات حاصل کرنے میں نہایت اخفاء سے کام لیا۔ اس لئے وہ اس بات کے قابل ہوئے کہ مکہ کے جاہل بت پرستوں کے آگے بڑی دلیری سے اس بات کا اعلان

کریں کہ یہ باتیں خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوئی ہیں" راڈول کی اس عبارت سے صاف طور پر
واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا
کہ آپ پوشیدہ طور پر اہل کتاب سے مدد لیتے ہیں۔ اسی لیئے اُن کے سامنے آپنے یہ دعویٰ کیا
کہ قرآن شریف کے مضامین مَیں نے کسی انسان سے حاصل نہیں کیئے بلکہ خدائے تعالیٰ
کی طرف سے مجھ پر بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں۔ راڈول کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ نہ صرف آپ کے دشمنوں سے یہ امر مخفی تھا بلکہ آپکے پیرو بھی نہیں جانتے تھے
کہ آپ یہودیوں یا مسیحیوں سے مدد لیکر قرآن مجید کے مضامین مرتب کرتے ہیں
کیونکہ اگر آپکے کسی پیرو کو اس امر کا علم ہوتا کہ آپ غیروں سے مدد لیتے ہیں تو آپ ہرگز اس
بات کا بار بار اور پُرزور الفاظ میں اظہار نہ کرتے کہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت اور اس پاک
کتاب کا ہر ایک لفظ اور ہر ایک تعلیم خاص خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے
اور قرآن شریف میں ایسی آیتیں نہ ہوتیں جیسی کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور وَ
اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (نساء ۱۷) یعنی رحمٰن نے تجھے قرآن
سکھلایا ہے (سورہ رحمٰن) اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور خدا ہی نے
تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جن کا تجھے پہلے علم نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا تیرے پر بڑا فضل ہوا
ہے۔ کون عقلمند آدمی اس امر کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک شخص دوسروں سے خفیہ طور پر
تعلیم حاصل کرے اور باہر آکر اپنے دشمنوں اور دوستوں کے آگے یہ ظاہر کرے کہ جو کچھ
مَیں بیان کرتا ہوں وہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جو مجھے پہلے
معلوم نہ تھیں اور خدائے تعالیٰ ہی نے یہ باتیں مجھے سکھائی ہیں۔ اور پھر سالہا سال گذر
جائیں اور یہ راز کسی پر نہ کھلے۔ باوجودیکہ ہزاروں آدمی دن رات اُسکے ہر ایک فعل کو بنظر غور
دیکھ رہے ہوں اور اُس کا کوئی فعل ایسا نہ ہو جو اُنکی نظر سے پوشیدہ ہو۔ اس بات کو کون
نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اس امر کا کامل یقین اور پختہ ایمان تھا کہ
ہر ایک آیت جو آپ بیان فرماتے ہیں اُس کا لفظ لفظ خدائے ذی العرش کی طرف سے آپ پر

نازل ہوا ہے اور اس میں کسی انسان کی طرف سے کیا بلحاظ مضمون کے کیا بلحاظ عبارت
کے کسی طرح کی کوئی بھی ملونی نہیں۔ اور اُن میں سے جنکو آپ سے زیادہ گہرا تعلق تھا اور جو
آپ کے اندرونی و بیرونی حالات سے زیادہ آگاہی رکھتے تھے وہ آپ کی وحی کے منجانب اللہ
ہونے پر اور بھی زیادہ واثق یقین رکھتے تھے۔ اور اگر ان لوگوں کو اس امر کا کچھ شبہ بھی
ہوتا کہ آپ غیروں سے شاید کچھ پوشیدہ مدد لیتے ہیں تو اُن کے ایمان ایسے مستحکم نہ ہوتے
اور اُن کا یقین ایسا غیر متزلزل اور راسخ نہ ہوتا۔ اور یہ امر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہایت ہی گہرے تعلقات رکھنے والوں اور آپ کی اندرونی اور بیرونی زندگی کے واقف کاروں
کو اس امر کا کبھی شبہ بھی پیدا نہ ہوا کہ آپ شاید غیروں سے بھی مدد لیتے ہوں یہ امر اس
بات کا ایک یقینی اور قطعی نشان ہے کہ آپ نے کبھی کسی سے پوشیدہ طور پر امداد حاصل
نہیں کی۔ کیونکہ اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ ۲۳ سال کے دراز عرصہ میں
یہ امر آپ کے محرم راز اصحاب سے بالکل مخفی رہتا۔ صرف آپ کے حالات سے گہری واقفیت رکھنے
والے اصحاب ہی قرآن مجید کے ایک ایک حرف کو منجانب اللہ یقین نہیں کرتے تھے
بلکہ آپ کے ازواج مطہرات اور آپکی بیٹیاں بھی ایسے ہی یقین سے قرآن مجید کی ایک ایک
آیت کو خدائے تعالیٰ کے منہ کا کلام سمجھتی تھیں اور کوئی عقلمند آدمی اس امر کو مان نہیں سکتا
کہ آپ نے ایسے مخفی رنگ میں اہل کتاب سے مدد حاصل کی کہ سالہا سال میں نہ صرف آپ کے صحابہ
اس امر سے بیخبر رہے بلکہ آپکی ازواج مطہرات اور آپکی لڑکیاں بھی اس سے تا آخر دم
بالکل بے خبر رہیں۔ راڈول مترجم قرآن لکھتا ہے کہ " یہ مضمون ایسے اخفا کے پردوں
میں محجوب ہے کہ اس فاصلہ سے ہماری آنکھوں کے لیے ان پردوں کو پھاڑ کر حقیقت تک
پہنچنا محال ہے " ضرور محال ہونا چاہیئے کیونکہ یہ راز تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں کسی پر نہ کھلا اور جو لوگ آپکے پاس نہایت قریب رہتے تھے انکو بھی کبھی
یہ شبہ کرنیکا موقعہ نہ ملا کہ آپ کسی انسان سے پوشیدہ طور پر مدد لیتے ہیں بلکہ ہمیشہ بصیرۃ
کے ساتھ وہ سب کے سب یہی یقین کرتے تھے کہ جو کچھ آپ سناتے ہیں وہ حرف بحرف
خدائے تعالیٰ کا کلام ہے۔ لیکن پادری ٹسڈل کی آنکھ کل دنیا کی آنکھوں سے زیادہ

تیز معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کو راڈول صاحب لاینحل راز قرار دیتے ہیں اُسی چیز کے متعلق ٹسڈل صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے اُسکو اظہر من الشمس کر دیا ہے در اصل جس چیز کا نام ریورنڈ راڈول ناقابل حل معمہ رکھتا ہے حقیقت میں اُس کا کوئی وجود نہیں۔ یہ پادری صاحبان کی اپنی ایجاد ہے۔ وہ پہلے قرآن شریف کے متعلق ایک بے بنیاد دعوے کرتے ہیں مگر جب اُس دعوے کے ثبوت کا وقت آتا ہے اور وہ ثبوت پیش کرنے سے عاجز رہ جاتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ بھائیو یہ ایک ناقابل حل معمہ ہے جسکو ہم اتنی دُور سے حل نہیں کر سکتے۔ اگر انکی آنکھیں اتنی دُور سے اس بات کے ناقابل ہیں کہ وہ ان حجابوں کو چیر کر اصل چیز تک پہنچ سکیں تو سوال یہ ہے کہ پھر پادری صاحبان کو اس امر کا کسطرح علم ہو گیا کہ ان حجابوں کے پیچھے کوئی چیز بھی ہے۔ وہ کونسی آنکھیں ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ ان حجابوں کے پیچھے فی الواقع کوئی چیز موجود ہے۔ کیا انہوں نے اپنی آنکھوں کی مدد کے بغیر ایک ایسی چیز کو دیکھ لیا ہے جہانتک اُن کی آنکھوں کو رسائی نہیں۔ کیا نابینا بھی کچھ دیکھ سکتے ہیں؟ مسیح اپنے زمانہ کے فریسیوں کے متعلق کہتا ہے کہ انکی آنکھیں ہیں مگر وہ نہیں دیکھتے مگر مسیح کے پیرو عجیب مخلوق ہے کہ انکی آنکھیں نہیں پھر بھی یہ دیکھ سکتے ہیں۔ غرض پادری راڈول کا یہ بیان کہ یہ مسئلہ اسقدر حجابوں کے نیچے چھپا ہوا ہے کہ ہماری آنکھوں کو وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی دوسرے لفظوں میں اس امر کا صریح اعتراف ہے کہ ہمارے پاس اس دعوے کے ثبوت میں کوئی شہادت موجود نہیں یعنی ہمارا دعویٰ صرف ایک خیالی دعویٰ ہے جس کی تائید میں ہم کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جہاں پادریصاحبان کی آنکھوں کو گذر نہیں مل سکتا وہاں پادریصاحبان کا کسطرح گذر ہوا۔

میور اپنی کتاب لائیف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں صفحہ ۱۰۰ پر لکھتا ہے

"یہودیوں کی کتابوں اور قصوں کے ایک بڑے حصہ کا مفصل علم حاصل کرنا۔ اپنے پہلے ذخیرہ کے ساتھ اُن کو جوڑنا اور قافیہ دار اور مانجھی ہوئی سورتوں میں اُنکو ڈھالنا۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس کے پورا کرنیکے لئے بے شک بہت بڑی محنت اور بہت لمبے

وقت کی ضرورت تھی .... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور آدھی رات کو بہت سے گھنٹے نیند سے چھین کر اس کام پر صرف کرتے ہونگے" اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طریق پر جو میور تجویز کرتا ہے قرآن مجید کی سورتوں کو اپنی طرف سے گھڑا کرتے تھے تو یہ امر آپکے حالات سے گہری واقفیت رکھنے والے صحابہؓ اور آپکی ازواج مطہرات اور آپکی بیٹیوں اور آپکے اقارب سے ہرگز پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر کوئی مسیحی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ ان سب لوگوں کو اس امر کا محکم یقین تھا کہ آپ اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں گھڑتے بلکہ قرآن شریف کا ہر ایک لفظ اللہ تعالیٰ کے منہ کی باتیں ہیں۔ آپ کا ہر ایک فعل جو آپ دن کے وقت کرتے یا رات کو کرتے۔ آپ کا سونا۔ آپ کا جاگنا۔ آپ کا اٹھنا آپ کا بیٹھنا۔ آپ کا بولنا۔ آپکا خاموش رہنا آپ کی ہر ایک بات نہایت توجہ اور غور کی نظر سے دیکھی جاتی تھی۔ جس کو شک ہے وہ احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ تب اسپر یہ امر واضح ہو جائے گا کہ آپ دن کو یا رات کو کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے جو آپکے صحابہؓ۔ آپکے ازواج مطہراتؓ۔ آپکے خدام۔ آپکے اقربا رسے پوشیدہ ہو۔ اگر آپ ...... یہودی کتب اور یہودی قوانین اور یہودی قصص کی تفصیلات جمع کرنے انکو ترتیب دینے اور اپنی تعلیم میں انکو پیوند کرنے اور لمبی اور مسجع عبارتوں میں انکو آراستہ کرنے میں ... گھنٹے کے گھنٹے خرچ کر دیتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ آپ اسقدر وقت اس کام پر لگائیں اور اس کا حال کسی متنفس کو معلوم نہ ہو اور دوست و دشمن۔ اپنے اور بیگانے۔ مرد اور عورتیں۔ اقربا اور اغیار سب کے سب اس امر سے بالکل بے خبر رہیں اور کسی کو یہ پتہ نہ لگے کہ آپ اپنے وقت کا ایک معتد بہ حصہ اس قسم کی تصنیف پر صرف کیا کرتے ہیں۔ آپکے دن رات کے افعال نہایت تفصیل اور بسط کے ساتھ ہم تک پہنچائے گئے ہیں مگر اس امر کی ذرہ بھی شہادت نہیں ملتی کہ آپ اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ اس قسم کی تصنیف میں بھی خرچ کیا کرتے تھے میور کی طرح راڈول بھی اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ "اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ جمع کردہ مصالح کو اپنے خیالات کے ساتھ مطابق کرنا۔ اسکو خوب تیار کی ہوئی سورتوں میں گھڑنا اور عام پبلک کے سامنے پڑھنے کے لیئے اُن کو تیار کرنا یہ ضرور ایسا کام تھا جس کے لیئے بہت سی وقت

بہت سے مطالعہ۔ اور بہت سے غور و فکر کی ضرورت تھی" یہ بیانات خود اس امر کی شہادت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک یہودیوں سے اس قدر تفصیل کے ساتھ قرآن مجید کیلئے مصالح جمع کرنے۔ اُس مصالح کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے اور پھر اُنکو مقفّی اور اور فصیح و بلیغ سورتوں میں ترتیب دینے کیلئے بڑی محنت اور بڑا وقت اور بہت سا غور و فکر صرف کرنیکی ضرورت تھی۔ مگر یہی امر کہ اس کام کے لیئے اسقدر محنت اور وقت صرف کرنیکی ضرورت تھی اس بات کی ایک بیّن دلیل ہے کہ آپنے ایسا نہیں کیا کیونکہ اگر آپ قرآن مجید کو راڈول اور میور کے مجوزہ طریق کے مطابق اپنی طرف سے گھڑتے تو یہ امر کسی طرح آپ کے اصحابؓ۔ آپکی ازواج مطہراتؓ اور آپکے خدام پر مخفی نہیں رہ سکتا تھا۔

پادری صاحبان کے دعوے کا بطلان ایک اور طریق سے بھی بالکل عیاں ہو جاتا ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ اُن مضامین کی طرف توجہ کیجاوے۔ جو پادری صاحبان یہودی سرچشموں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ دیکھا جاوے کہ یہ مضامین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کس زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ذیل میں میں اُن مضامین کی ایک فہرست دیتا ہوں جو پادری ٹسڈال کے قول کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے یہود سے سیکھ کر قرآن مجید میں پیوند کر دیئے۔

(۱) واقعہ ہابیل و قابیل (مائدہ ۳۰۔ آیت ۳۵۔)
(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات۔
(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا کے حالات (نمل)
(۴) ہاروت و ماروت (بقرہ۔ آیت ۹۶)
(۵) سورہ اعراف کی آیت ۱۷۲
(۶) بچھڑے کی پرستش (طٰہٰ)
(۷) سورہ حجر آیت ۴۴ متعلق سات دروازوں بہشت کے
(۸) سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۴ متعلق سبع سموات

(۹) سورہ زخرف آیت ۷۷ ذکر ملک الموت۔

(۱۰) سورہ اعراف آیت ۷۷ (مقام اعراف کا بیان)

(۱۱) سورہ حجر آیت ۱۷ و ۳۴ (رجم شیطان)

(۱۲) سورہ صٰفّٰت آیت ۷ (ایضاً)

(۱۳) سورہ ملک آیت ۵ (ایضاً)

(۱۴) سورۂ ہود آیت ۹ (عرش پانی پر)

(۱۵) یوسف اوّل سے آخر تک

(۱۶) حضرت داؤد علیہ السلام (سورہ انبیار۔ نمل۔ سبار۔ ص)

(۱۷) طالوت (بقرہ)

(۱۸) الفاظ طاغوت۔ جنات عدن۔ فرقان وغیرہ

(۱۹) سورہ قٓ آیت ۳۰۔ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝

(۲۰) سورہ ہود آیت ۴۰ وَفَارَ التَّنُّوْرُ

(۲۱) مؤمنون آیت ۲۷ وَفَارَ التَّنُّوْرُ

(۲۲) بقرہ رکوع ۲۳۔ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

(۲۳) انبیار رکوع ۷ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۔

(۲۴) سورہ بروج آیت ۲۱ و ۲۲ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

(۲۵) سورہ قٓ آیت اوّل۔

مندرجہ بالا فہرست کے ساتھ میں مندرجہ ذیل مضامین جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں سے اضافہ کرتا ہوں جن کا پادری ٹسڈل نے ذکر نہیں کیا۔

(۲۶) پیدائش زمین و آسمان۔

(۲۷) حضرت نوح علیہ السلام۔

(۲۸) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

(۲۹) حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد

(۳۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(۳۱) حضرت ہارون علیہ السلام

(۳۲) حضرت اسحٰق علیہ السلام

(۳۳) حضرت ایوب علیہ السلام

(۳۴) حضرت یونس علیہ السلام

(۳۵) حضرت لوط علیہ السلام

(۳۶) حضرت آدم علیہ السلام

مذکورہ بالا مضامین پر مَیں مندرجہ ذیل آیات پروفیسر نول ڈیک کے مضمون میں سے بڑھاتا ہوں جو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۶ میں مندرج ہے۔ پروفیسر موصوف کے نزدیک یہ آیات بھی یہود سے اخذ کی گئیں۔

(۳۷) سورہ فاتحہ۔ آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ زبور ۲۷۔ ورس ۱۱ سے لی گئی۔

(۳۸) سورہ مائدہ رکوع ۵ کی آیت مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا مشناہ سنھدرین باب ۴ ورس ۸ سے اخذ کی گئی۔

(۳۹) سورۂ نساء رکوع ۷ کی آیت درباره تیمم کتاب مشناہ براخوت سے نقل کی گئی۔

یہ ہے فہرست اُن مضامین اور آیات قرآنیہ کی جنکے متعلق پادری صاحبان کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے سیکھیں اور قرآن مجید میں درج کیں۔ اور مَینے پادری ٹسڈل کی کتاب کے علاوہ دوسری کتابوں کو بھی دیکھکر حتی الوسع اس فہرست کو مکمل کیا ہے۔ اور ناظرین میں سے جن صاحبان کو اس بات کا علم ہے کہ شہر مکہ میں کوئی یہودی یا یہودی المذہب شخص آباد نہیں تھا وہ یہ معلوم کر کے حیرت میں پڑ جائیں گے کہ مندرجہ بالا مضامین فرقانی اور آیات رحمانی میں سے اکثر ایسی ہیں جو مکہ ہی میں جہاں کوئی یہودی یا یہودی المذہب شخص

نہیں رہتا تھا نازل ہوئیں۔ مندرجہ بالا فہرست میں صرف نمبر ۱ و ۴ و ۱۷ و ۲۲ و ۲۸ و ۳۴ و ۳۹
صرف ۷ مضامین و آیات وہ ہیں جو مکہ سے ہجرت کرنیکے بعد نازل ہوئیں۔ باقی ۳۴ آیات
و مضامین سب کے سب مکی ہیں۔ نمبر ۱۸ کے الفاظ میں سے عدن اور فرقان مکی سورتوں میں
موجود ہیں مثلاً عدن کا لفظ سورہ رعد۔ سورہ کہف۔ سورہ فاطر میں موجود ہے جو مکی سورتیں ہیں۔
لفظ فرقان سورہ انبیاء اور سورہ فرقان میں موجود ہے اور یہ دونوں سورتیں مکی ہیں۔ اور دوسری
سورۃ کا تو نام ہی فرقان ہے۔ تمام انبیاء کے حالات پوری تفصیل کے ساتھ مکی سورتوں میں
موجود ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان سورہ انبیاء۔ شعراء۔ سباء۔ اور سورہ ص میں ہے
جو سب مکی سورتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات سورہ انعام۔ اعراف۔ یونس۔ ہود۔
ابراہیم۔ بنی اسرائیل۔ کہف۔ مریم۔ طٰہٰ۔ انبیاء۔ فرقان۔ شعراء۔ نمل۔ قصص۔ عنکبوت۔
سجدہ۔ صافات۔ مومن۔ حم سجدہ۔ زخرف۔ دخان۔ احقاف۔ ذاریات۔ قمر۔ مزمل۔
عبس وغیرہا میں درج ہیں اور یہ سب مکی سورتیں ہیں اور ان میں سے بہت سی سورتوں میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیئے گئے ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام
کے حالات بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات کے ساتھ مندرجہ بالا سورتوں میں سے بعض میں موجود
ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر سورہ اعراف۔ یونس۔ ہود۔ انبیاء۔ مؤمنون۔ فرقان۔ شعراء۔ عنکبوت۔
صافات۔ سورہ نوح اور بہت سی دیگر مکی سورتوں میں درج ہے۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت یوسفؑ
اور دیگر پسران یعقوب کا بیان سورہ یوسف میں مذکور ہے اور یہ سورہ بھی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی
حضرت ایوب علیہ السلام کے حالات کیلئے دیکھو سورہ انبیاء اور سورہ ص اور یہ دونوں سورتیں مکہ میں
اُتریں۔ حضرت یونس علیہ السلام کے حالات کیلئے دیکھو سورہ یونس۔ انبیاء۔ صٰفٰت۔ اور سورہ ن جو
سب مکی سورتیں ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کے تذکرہ کیلئے دیکھو سورہ اعراف۔ ہود۔ حجر۔ انبیاء۔ فرقان
شعراء۔ نمل۔ عنکبوت۔ صٰفٰت وغیرہا اور یہ سب مکی سورتیں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے حالات کیلئے
دیکھو سورہ اعراف۔ حجر۔ بنی اسرائیل۔ مریم۔ طٰہٰ۔ اور سورہ ص اور یہ سب سورتیں مکی زمانہ کی ہیں۔
حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق علیہم السلام کے حالات سورہ انعام۔ ہود۔ ابراہیم۔ حجر۔
نمل۔ مریم۔ انبیاء۔ شعراء۔ عنکبوت۔ صٰفٰت۔ ص۔ زخرف۔ ذاریات۔ اور سورہ اعلیٰ میں موجود

ہیں یہ سب سورتیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر سورہ صٰفّٰت میں ہے جو مکی سورۃ ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش کے بیان کیلئے دیکھو سورہ نمل آیت ۳۔ سورہ ق آیت ۷ سورہ رعد آیت ۳ و ۴۔ سورہ فاطر آیت ۱۴۰۱۔ سورہ حم سجدہ آیت ۸۔۱۱ اور یہ سب مکی آیات ہیں۔ مذکورہ بالا تفصیل سے ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے جو مضامین یہودی سرچشموں کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں اُنہیں سے اکثر یا یوں کہو کہ وہ قریباً سب مکی سورتوں میں پائے جاتے ہیں حالانکہ مکہ معظمہ میں ایک ایسا شخص بھی موجود نہ تھا جو یہودی الاصل یا یہودی المذہب ہو۔ اگر مکہ میں نازل ہوئی ہوئی سورتیں ان مضامین سے بالکل خالی ہوتیں اور یہ مضامین صرف مدنی سورتوں میں پائے جاتے تب بھی پادری لوگوں کو یہ کہنے کی کچھ گنجائش ہوتی کہ یہ اس امر کی ایک شہادت ہے کہ یہ مضامین یہود سے سنکر یا سیکھ کر لکھے گئے کیونکہ یہود مدینہ میں آباد تھے۔ ایسی صورت میں معترضین کہہ سکتے تھے کہ چونکہ مکہ میں کوئی یہودی آباد نہیں تھا اس لیئے مکی سورتوں میں ان مضامین کا نام و نشان نہیں پایا جاتا اور چونکہ مدینہ اور اُس کے قرب جوار میں بہت سے یہود آباد تھے اس لیئے اُن سے سیکھ کر یہ مضامین قرآن میں درج کر دیئے گئے۔ مگر پادریصاحبان کی بدقسمتی سے یہاں تو معاملہ بالکل برعکس نکلا۔ جس شہر میں کوئی یہودی آباد نہیں تھا بلکہ جس شہر کے آس پاس بھی دُور دُور تک کسی یہودی کا پتہ نہیں ملتا تھا اُس شہر میں جو سورتیں نازل ہوئیں وہ اُن مضامین سے پُر ہیں جنکو یہودی سرچشموں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ امر اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ پادریصاحبان کا دعویٰ کہ یہ مضامین یہود سے سیکھے گئے بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ (باقی آیندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایڈورڈ میموریل فنڈ:۔ اس فنڈ کے متعلق میں پچھلے نمبر میں تحریک کر چکا ہوں ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب نے مجلس معتمدین کی تجویز متعلق یادگار پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے اور اب وقت ہے کہ بہت جلد ہمارے احباب اسکی طرف توجہ کریں۔ ۱۵۔ اکتوبر تک سب جگہ انجمنیں اس کے متعلق کارروائی کر کے اطلاع دیں۔ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک سو روپیہ چندہ اس فنڈ میں خود دیکر اس کام کیلئے عملی طور پر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔

چنانچہ یہ روپیہ ۹۔ ستمبر کو وصول ہوکر انجمن کے خزانہ میں جمع ہو چکا ہے۔

عید فنڈ :۔ غالباً یہ رسالہ عید سے دو ہفتے پہلے احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جاویگا اور میں امید کرتا ہوں کہ ہر ایک مقامی انجمن کے کارکن عہدہ دار حسب معمول اس فنڈ کی طرف جملہ احباب کو متوجہ کر کے ممنون فرماویں گے۔ عید سے کچھ دن پہلے ہر ایک انجمن میں اس کے متعلق تحریک ہو جانی چاہیئے تاکہ نماز عید کے اجتماع کے موقعہ پر روپیہ فراہم ہو جاوے بلکہ اس سے بھی بہتر ہو کہ دو دو تین تین محصل انجمن کی طرف سے مقرر ہوکر عید سے پہلے سب احباب کے مکانوں پر جاکر تحریک کریں اور چندہ وصول کریں۔ تعلیم الاسلام سکول کو جو قبولیت اسوقت اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے دی ہے اس کا عملی شکریہ احمدی جماعت کی طرف سے کم سے کم اسقدر ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی کوششوں میں جو اس مدرسہ کی ترقی کیلئے ضروری ہیں پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ قدم اُٹھاویں۔ تاکہ انکی کوششیں اور بھی بڑھکر اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہوں۔

مختار عام :۔ قریباً دو سال سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مختار عام صدر انجمن احمدیہ کا کام کرتے تھے اور اس کام کے لیئے وہ موزون بھی تھے مگر ایک تو اس وجہ سے کہ شیخ عبدالرحمٰن کی ضرورت دوسرے کام کے لیئے تھی جہاں سے باہر آنے جانیکے لیئے وقت نہیں نکل سکتا چنانچہ وہ محرر اول دفتر میگزین کی اسامی پر لگائے گئے ہیں اور دوسرے اس وجہ سے کہ سپرنٹنڈنٹ دفاتر کا عہدہ جس پر حال میں ہی منشی فقیر اللہ خاں صاحب کو لگایا گیا ہے مختار عام کے کام کیلیئے زیادہ موزون ہے شیخ عبدالرحمٰن صاحب کی بجائے مجلس معتمدین نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء میں بروئے رزولیوشن نمبر ۱۳۳۶ منشی فقیر اللہ خاں صاحب کو مختار عام صدر انجمن احمدیہ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا یہ چند الفاظ عام اطلاع کے لیئے لکھے جاتے ہیں کہ آیندہ مختار عام کا کام منشی فقیر اللہ خاں صاحب کریں گے۔

تعمیر بورڈنگ ہوس :۔ میں نہایت خوشی سے احباب کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ نئے بورڈنگ ہوس کی عظیم الشان عمارت کے دو ونگ پر سوائے ایک آدھ کمرہ کے

چھت پڑگئی ہے۔ اب صرف لکڑی کا کام باقی ہے مگر افسوس ہے کہ احباب نے ابتک اسکے چندہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ انجمنوں کے کارکن احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ پورے جوش سے اس چندہ کی وصولی کا انتظام فرماویں۔ تاکہ اگر ممکن ہو تو جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے یہ عمارت مکمل ہو جاوے اور پھر مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہوس اور شفاخانہ کی تعمیر کے لیئے قدم اُٹھایا جاوے۔

محمد علی

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان - ۱۱ ستمبر ۱۹۱۰ء

ریویو

عربی بول چال:۔ مولنا مولوی محمد عبد الحیی صاحب عرب مؤلف لغات القرآن وغیرہ نے ایک ۸۰ صفحہ کا چھوٹی تقطیع کا رسالہ عربی زبان میں تالیف کیا ہے۔ مقابل میں اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ عربی میں بول چال کی مشق کرنیکے لیئے یہ رسالہ بہت مفید ہے۔ قیمت ۲؍ ملنے کا پتہ محمد عبد الحیی عرب۔ قادیان۔

بائیبل کا پرچار:۔ مؤلفہ شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم واعظ اسلام قادیان یہ رسالہ مسیحی مذہب کی تردید میں لکھا گیا ہے صفحہ ۲۶۔ قیمت ۱؍ مؤلف سے مل سکتا ہے۔ شیخ صاحب کو مسیحی مذہب کی تردید اور اسلام کی تائید کا بہت جوش ہے۔

ذوالفقار علی:۔ مؤلفہ مولوی قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی یہ کتاب نو آریہ استہ دیو کی کتاب نعرہ حیدری کے جواب میں لکھی گئی ہے جسمیں علاوہ اور امور کے نو آریہ کے سفر نامہ کا ایک عجیب اور ناقابل جواب طریق سے جھوٹ ہنوا دکھلایا گیا ہے۔ تعداد صفحہ ۹۶۔ قیمت ۳؍ مؤلف سے مل سکتی ہے۔

بیدر گزٹ:۔ یہ ۱۴ صفحہ کا اخبار مہینہ میں چار بار بیدر ریاست نظام سے شائع ہوتا ہے اسکا مقصد اصلاح ملک و بہبودیٔ رعایا ہے۔ یہ ایک نہایت اچھے پایہ کا اخبار ہے جو بہت سرگرمی سے اپنے کام میں مصروف ہے سالانہ قیمت عوام سے ۱۲؍ کم استطاعت احباب اور طلباء سے ۱۲؍ محبان ملک و قوم کیلیئے اسکا خریدنا منفعت کا موجب ہوگا۔